قرۃالعین حیدر کے ناولوں کی زبان

ایک لسانیاتی مطالعہ

یونس حسن
اسسٹنٹ پروفیسر اردو
گورنمنٹ اسلامیہ کالج قصور

A LINGUISTIC STUDY OF QURTULAIN HAIDER'S NOVELS

Younas Hasan
Assistant Professor of Urdu
Govt. Islamia College, Kasur

Abstract

Qurratulain Hyder presented various dialects of Urdu language in her novels. These shades bring forth the different accents, natures and cultures of the language which are spoken in different regions and tracts of the Sub-continent. Her characters introduce variegated references and aspects of dialects spoken in their social set-up and culture. Examples are found of dropping or enlarging sounds in her novels. Various substitutes of words are also employed. These changes of sounds, accents and words are made mostly by illiterate persons. All these changes indicate some linguistic aspects.

Keywords:

قرۃالعین حیدر، برصغیر، لکھنؤ، راجستھان، فیض آباد، تھیٹر، سفینۂ غم دل،
آخر شب کے ہم سفر، چاندنی بیگم، گردش رنگِ چمن

قرۃ العین حیدر کے ناولوں میں زبان کے رنگا رنگ ذائقے ملتے ہیں۔زبان کے یہ ذائقے برصغیر کے مختلف خطوں اورعلاقوں کے لسانی شعور کے ساتھ وہاں پر بولی جانے والی زبانوں کے عمومی مزاج اور سیٹ اپ اوراُن کے ارتقا کے مختلف حوالوں کوسامنے لاتے ہیں۔اس سے اس امر کابھی پتا چلتا ہے کہ ہر زبان اوراس کے بولنے والوں کااپنا ایک الگ انداز، روزمرہ اورمحاورہ ہے۔اُن کااپنا ایک مقامی سیٹ اَپ اورکلچر ہے جو دوسرے خطوں سے مماثلت کے ساتھ ایک گونہ مختلف اورمنفرد بھی ہے، جو ہر خطے اورعلاقے کے لوگوں کواُن کی زبان کے ساتھ ایک منفرد شناخت اورپہچان عطا کرتا ہے۔قرۃ العین حیدر کے ناولوں کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ انھوں نے برصغیر کے گوناگوں علاقوں اورخطوں میں بولی جانے والی زبانوں کواپنے ناولوں میں جگہ دی ہے اوراُن کی مناسبت سے اپنے ناولوں کے کردار تخلیق کیے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ جب قرۃ العین حیدر کے ناولوں کی زبان کامطالعہ کرتے ہیں اوراُن کے کرداروں کے دُرون میں جھانکتے ہیں تو رنگا رنگ مقامی زبانوں کے ذائقوں سے آگہی ہوتی ہے۔بولنے والوں کے لہجے کیسے ہیں؟ان زبانوں کے پسِ پردہ کون کون سے لسانی عوامل اورمحرکات پوشیدہ ہیں؟ ان لسانی عوامل اورمحرکات نے ان زبانوں کی تشکیل میں کیااہم کردار سرانجام دیا ہے؟مزید براں ان عوامل اورمحرکات کے آئینے میں یہ زبانیں کیسے اپنا ارتقائی سفر طے کرتے ہوئے آج کے دور تک پہنچی ہیں؟ گزرتے وقت کے ساتھ ان زبانوں اوراُن کے الفاظ میں کیا کیا صوری اورمعنوی تبدیلیاں رونما ہوتی رہی ہیں؟ان سے ان زبانوں کوکس قسم کی تقویت ملی اورکیسے اُن کا دائرہ پھیلتا چلا گیا؟ اوروہ ایک بڑے سماجی اورتہذیبی سیٹ اپ اورکلچر کی ترجمان بن گئیں؟اس کے مختلف اورگوناگوں حوالے قرۃ العین حیدر کے ناولوں میں ملتے ہیں۔

قرۃ العین حیدر کے ناولوں میں زبانوں کے رنگا رنگ ذائقے اورنمونے اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ قرۃ العین حیدر نے مجموعی طورپر پورے برصغیر کی نمائندہ زبانوں اورکئی ایک بولیوں کے الفاظ کواپنے ناولوں میں جگہ دی ہے۔یہ زبانیں اوربولیاں اوراُن کے الفاظ کے آنے سے اُن کے ناول لسانی حوالے سے اپنے ہم عصر ناول نگاروں سے منفرد ٹھہرے ہیں۔گوناگوں زبانوں اوراُن کے الفاظ کی رنگا رنگی اوراُن کے آئینے میں کرداروں کی پیش کش نے اُن کے ناولوں کولسانیاتی حوالے سے جومقام اورمرتبہ عطا کیا ہے وہ کم ناول نگاروں کوحاصل ہوا ہے۔

قرۃ العین حیدر کے ناولوں کی زبان کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ یہ مختلف طبقوں کی زبان ہے۔ ہر طبقے کی زبان اپنا ایک الگ مزاج،ذائقہ اورانداز رکھتی ہے۔اس کے ساتھ اس کااپنا ایک مقامی سیٹ اَپ، کلچر اورتہذیبی وتمدنی پس منظر ہے جس کے تناظر میں وہ زبان بولی جارہی ہے۔ جب تک ہم اس تناظر کونہیں سمجھتے ہم اس زبان کی مختلف جہات سے آگہی حاصل نہیں کرسکتے۔قرۃ العین حیدر کے ناولوں میں

جاگیردار گھرانوں کی عورتوں خصوصاً رانیوں، اُن کے بیٹوں، بیٹیوں، گھر کی نوکرانیوں، جاگیرداروں، نوابوں، اُمرا، اُن کی بیگمات، باریوں، اُن کی خواتین، اینگلوانڈین طبقے سے جڑے خواتین ومرد، انگریز اُن کی بیگمات، میلوں ٹھیلوں میں کام کرنے والے مرد اور خواتین، تھیٹراور فلموں میں کام کرنے والے مرد وزن، بھاٹ اورمراثیوں کے طبقے سے وابستہ خواتین اوراُن کے مرد، طوائفیں، اُن کے سازندے، طوائفوں کے کوٹھوں پرآنے والے نواب اوراُمرا، ایکٹروں اورایکٹرسوں، وکلا، ڈاکٹر، فنکار، کلاکار، سنگیت اوررقص وسرود سے وابستہ مردوزن، خانہ بدوش خواتین وحضرات، درگاہی کلچر سے وابستہ افراد، سیاسی وسماجی تنظیموں سے وابستہ لوگ، سوشلزم، کمیونزم کے پرچارک لوگ، سیٹھ، بنیا، تاجر، عام مزدور طبقے کے لوگ، سرمایہ دارطبقہ اوراس کے لوگ، ممبئی کی کھولیوں میں رہنے والے لوگ، اہل تشیع کے مسلک سے جُوے لوگ، بُدھ مت، یہودی، پارسی، عیسائی، ہندو، مسلم طبقے سے وابستہ لوگ، اُن کی مذہبی شخصیات، صحافت اوراس کے پیشے سے منسلک افراد، اہل تصوف، انقلابی اورآرٹس وادی لوگ، اساتذہ، کاسیتھ طبقہ اوراس کے لوگ، گویاقرۃ العین حیدر نے اپنے ناولوں میں جن طبقوں اوران کے کرداروں کو تخلیق کیا ہے اُن کی زبان بھی لکھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کے ناولوں میں زبانوں کی رنگارنگی اورتنوّع ملتا ہے۔اس تنوّع اوررنگارنگی نے اُن کے ناولوں کی زبان کو پیچیدہ بنادیا ہے جس کی تفہیم آسان نہیں۔

قرۃ العین حیدر کے ناولوں کی زبان اپنے دامن میں برصغیر کے مختلف خطوں اور علاقوں کا لسانی شعوراورذائقہ لیے ہوئے ہیں۔یہ ذائقہ اورشعور ہمیں اس خطے میں رہنے والے لوگوں کی زبان کے مختلف پہلوؤں کو سمجھنے میں مدد دیتے ہیں۔ ایسٹ اورویسٹ کے لوگوں اوراُن کی زبان کو اپنے ناولوں کی اساس اوربنیاد بنانے سے اُن کے ناولوں کی زبان کا دائرہ محدود نہیں رہا بلکہ پھیلتا چلا گیا ہے اوراگر یوں کہا جائے کہ یہ آفاقیت کا رنگ اختیار کرگیا ہے تو یہ غلط نہ ہوگا۔ذیل میں اُن کے ناولوں کی زبان کا ایک لسانی مطالعہ پیش کیا جاتا ہے۔

قرۃ العین حیدر کے ناولوں میں لکھنؤ کے جاگیردار گھرانوں میں کام کرنے والی نوکرانیوں کی زبان بھی ملتی ہے۔ان نوکرانیوں کی اکثریت اَن پڑھ ہے۔یہ سب اپنی ایک الگ زبان رکھتی ہیں۔یہ نوکرانیاں جو کام تو ان جاگیردار گھرانوں میں کررہی ہیں اور انھوں نے اس خطے اورسیٹ اپ کی زبان بھی اختیار کرلی ہے اوراس میں اظہار بھی کرتی ہیں مگر یہ بات اپنی جگہ حقیقت ہے کہ ان نوکرانیوں میں بعض کا تعلق لکھنؤ سے نہیں بلکہ برصغیر کے کسی اور خطے اورعلاقے سے ہے۔لہٰذا وہ ایک ہی وقت میں دومختلف زبانوں سے منسلک ہیں۔ایک وہ جو اُن کے اپنے آبائی خطے اورعلاقے کی زبان ہے اوردوسری وہ جو انھوں نے لکھنؤ میں آکر اختیار کی ہے۔لہٰذا اُن کے اظہار وابلاغ میں دونوں زبانوں، اُن کے لہجے، روزمرہ اورمحاورات آرہے ہیں

جس سے زبان کا ایک بالکل نیا ذائقہ اور انداز سامنے آتا ہے۔ یہ ذائقہ اور انداز دو مختلف زبانوں کی باہمی آمیزش اور میلاپ سے پیدا ہوا ہے۔ ان نوکرانیوں کی زبان کے کچھ اہم نمونے ذیل میں درج کیے جا رہے ہیں۔ یہ نمونے جہاں لکھنوئی اور ہریانوی زبانوں کی باہمی آمیزش کو واضح کرتے ہیں وہاں یہ زبان بولنے والیوں کے اظہار اور ابلاغ میں آنے والے الفاظ، اُن کے تبادلات اُن کے گرانے اور بڑھانے کے چلن کو واضح کرتے ہیں۔ ملاحظہ کیجیے زبان کے یہ ٹکڑے:

''گل شبو کہت رہی چھوٹی حویلی والی بٹیا ہو نکھلیو جائے کا چاہت ہیں۔''(۱)

زبان کے اس نمونے میں اُردو مصدر (کہنا) سے (کہت) بنایا گیا۔ اس طرح اُردو مصدر (چاہنا) سے چاہت وضع کیا گیا ہے۔

اس طرح زبان کے اس نمونے میں لفظ (ل) کا تبادل (ن) میں کرنے کے ساتھ (ءی) کا اضافہ بھی کیا ہے۔ (کہت) اور (چاہت) کا استعمال زیادہ تر ہریانہ کے خطے میں ہوتا ہے۔

''کمر بٹیا تمہرے بھیا آئے ہیں۔''(۲)

زبان کے اس نمونے میں (ق) کا تبادل (ک) میں کیا گیا ہے اس طرح (تمہرے) میں (ا) کا حذف کرتے ہوئے آواز کو گرایا گیا ہے: ''پی چو بھیا کرسٹال کا پھون آوا ہے۔''(۳)

پھون میں (ف) کا تبادل (پھ) میں کیا گیا ہے۔ (یا) کا تبادل (وا) میں کیا گیا ہے۔

''ہم بھی کرسٹال بٹیا فون کیے رہن چھوٹے بھیا کو پوچھت رہن، پر بھیا گڑلا گے۔''(۴)

اس نمونے میں اُردو مصدر (رہنا) سے (رہن) بنایا گیا جبکہ اُردو مصدر (پوچھنا) سے (پوچھت) وضع کیا گیا ہے اور اُردو مصدر (لگنا) سے (لاگے) بنایا گیا۔ زبان کا یہ ٹکڑا ہریانی اثرات کا حامل نظر آتا ہے۔

''واہ صاحب واہ، یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہماری بٹیا پر گالی چڑھ چکی ہے۔''(۵)

(واہ صاحب واہ) لکھنو کا روزمرہ ہے جبکہ (گالی چڑھنا) اہل لکھنو کا محاورہ ہے۔ اس ٹکڑے پر لکھنوئی اثرات غالب ہیں۔

''رات کو جور کا مہینہا آیئے۔''(۶)

(جور) میں (ز) کا تبادل (ج) میں کیا گیا ہے اور (مینہ) (مہینہا) میں تبدیل کیا گیا ہے یعنی (ہ) اور (ا) کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس طرح (آئے) کا تبادل (آیئے) میں کیا گیا ہے۔ جس میں (یے) کا اضافہ کیا گیا ہے۔ الفاظ کے یہ تبادل اور اضافے ہر نوکرانی اپنے اپنے سیٹ اپ اور کلچر کے مطابق کر رہی ہے۔

''جاؤ سدھارو بھیا، وہی، امام ضامن کی ضامنی ایک ہزار پیدل اور دو ہزار فرشتوں کی امانت میں دیا۔''(۷)

زبان کا یہ ٹکڑا اہل لکھنو کے مقامی کلچر اور اہل تشیع کی مخصوص زبان، اقدار، روایات اور تمدن کا عکاس ہے۔

''بٹیا'' انہوں نے دہرایا، بٹیا کو پوچھت ہو؟ اوپر ہوئی ہیں۔''(۸)

اُردو (مصدر) (پوچھنا) سے (پوچھت) بنایا گیا ہے اور (گئی) کا تبادل (ہوئی) میں کیا گیا ہے۔ (پوچھت) ہریانہ میں مستعمل ہے۔

''بٹیا بھیا لوگ سب جتے آگئیں، بندگی بٹیا، بندگی بڑے بھیا۔''(۹)

(بندگی بٹیا) (بندگی بڑے بھیّا) یہ لکھنو کے روزمرہ اور اُن کے آداب معاشرت میں شامل ہے۔

''ارے موری بٹیا کیسے چھکو پہکو روتی ہیں۔''(۱۰)

(ارے موری بٹیا) اہل لکھنؤ کا روزمرّہ ہے۔ جبکہ (چھکو پہکو رونا) وہاں کا محاورہ ہے۔

''بٹیا رانی صاحب کا حکم ہے کہ موٹریا باہر نہیں نکل سکتی۔ ہم کا کری بٹیا، رانی صاحب گسائے گئیں تو ہمراہ موڑ کٹاؤ دئیہیں۔''(۱۱)

(موٹریا) میں (یا) کا اضافہ کیا گیا ہے جو اہل لکھنؤ کے ہاں مستعمل جبکہ (کیا) کا تبادل (کا) اور (یے ن) کا تبادل چھوٹی (ی) میں کیا گیا ہے اور (ہمراہ) میں (ل) کا حذف کیا گیا ہے جو لکھنو میں بولا جاتا ہے۔

''جھگڑ چلت چلت رُکے کا نام نا ہیں لیت ہے۔ ارے دییا رے۔''(۱۲)

اُردو مصدر (چلنا) سے (چلت) بنا گیا ہے اور اُردو مصدر (لینا) سے (لیت) تشکیل دیا گیا ہے۔ جبکہ (ارے دییا رے) اہل لکھنو کا روزمرّہ ہے۔

''صاب! میم صاب سنیچر کی صبح کو پیلی بھیت کی طرف شکار کے لئے جائے گا''(۱۳)

(صاب) میں (ح) کا حذف کیا گیا ہے۔ یہ حذف ان نوکرانیوں کے مقامی سیٹ اپ اور کلچر کے مطابق ہے۔ مزید یہ کہ ان پڑھ ہونے کی وجہ سے وہ بعض لفظوں کا تلفظ صحیح ادا نہیں کر پاتیں اور اپنی گفتگو میں اُن کا حذف کر جاتی ہیں اور مونث کو مذکر بولتی ہیں: ''مس صاب! اطہر بابا ساتھ نہیں چلیں گے۔''(۱۴)

زبان کے اس نمونے میں بھی لفظ (صاب) میں (ح) کا حذف ہے جبکہ (بابا) کا لفظ شخص کے لیے لایا گیا ہے۔

''میرا بٹیا کا فون آیا ہے۔''(۱۵)

(میرا) میں (ی) کا تبادل (ا) میں کیا گیا ہے۔ یہ تبادل اُس نوکرانی کی مقامی زبان اور اس کے سیٹ اپ اور کلچر کے عین مطابق ہے:

''گریلوں کا صفایا ہو گیا تو اللہ کے فضل سے بٹیا لوگ اب سڑک سے بھی لکھنو واپس نہ جا پائیں گی۔ریل کی پٹریوں پر تو اللہ ماروں نے پہلے ہی جھاڑو پھیر دی۔''(۱۶)

زبان کے اس ٹکڑے میں (جھاڑو پھیرنا) بطور محاورہ ہے جبکہ (اللہ ماروں) مخصوص اسلوبِ تکلم ہے جو اہلِ لکھنو میں مروج ہے۔

''کچھ نہیں سرکار بٹیا کو پوچھت ہیں کوئی جنے۔''(۱۷)

اُردو مصدر پوچھنا سے (پوچھت) بنایا گیا ہے جبکہ (جنے) کا لفظ افراد کے لیے آیا ہے۔

''بھیا موٹریا لیکے رات کو گاؤں کی اور نکل گئے۔''(۱۸)

(موٹریا) میں (یا) کا اضافہ کیا گیا ہے۔جبکہ (کر) کا تبادل (کے) میں کیا گیا ہے۔

''ارے بٹیا جگ گئیں''(۱۹)

زبان کے اس نمونے میں الفاظ کا حذف کیا گیا ہے۔ (جاگ) کی جگہ (جگ) کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔جس میں (ا) کا حذف ہے۔یہ حذف ان نوکرانیوں کے روزمرہ زندگی کی گفتگو میں شامل ہے۔ اس طرح لفظ (ارے) اہلِ لکھنو کا روزمرہ ہے۔

''شام کے ٹیم، لیلا جی اپنا انگوٹھا الٹا کر منہ تک لے گئی'' صاحب، میم صاحب دھت ہو جاتا ہے۔اس کے بعد چھٹی۔میم صاحب رات کو کپڑا خود بدلی کرتا ہے۔بچہ کوئی ہے نہیں۔ صاحب میم صاحب، دونوں شریف آدمی ہے۔تم خوش رہے گا۔ ہفتہ دس روز کا تو بات ہے۔''(۲۰)

یہ نوکرانی چونکہ انگریزوں کے ساتھ رہ رہی ہے۔اس لیے اُن کے لہجے میں اُردو بولتی ہے۔ دورانِ گفتگو (جمع) کو (واحد) بولتی ہے۔(مذکر) کو (مونث) بولتی ہے۔اپنی گفتگو میں بعض لفظوں کو حذف بھی کرتی ہے۔جیسے (ٹائم) کو (ٹیم) بول رہی ہے اور (ا) اور (یے) کا حذف کر رہی ہے اور (مونث) الفاظ کو مذکر بول رہی ہے۔

''لڑکی تو ککڑی کی بیل ہوت ہے'' رمضانی کی بی بی نے نہایت حقیقت پسندی سے جواب دیا''

''ایک بار منشی جی ورکش کنیا کی بات بتلاوت رہے'' بھگوان دین گویا ہوئے'' لڑکی کی لڑکی۔ درخت کا درخت۔''

''مدھو مالتی کے پھول رنگ بدل کر سفید سے گلابی ہوجات ہیں۔عورتیں بھی دورنگی'' عیدو نے فیصلہ کیا۔

''اے ہے اور مرد تو بڑے معصوم'' زیتون نے چمک کر کہا۔''(۲۱)

نمونے کا یہ مکالمہ ہریانوی زبان سے عبارت ہے۔''مصدر''ہونا''سے''ہوت'' بنایا گیا ہے۔ اس طرح مصدر (بتانا) سے (بتلاوت) بنایا گیا ہے۔اس طرح مصدر (جانا) سے (جات) بنایا گیا ہے جبکہ (اے ہے) وہاں کا روزمرہ ہے۔ یہ زبان اور اس کے مصادر ہریانوی زبان سے متعلق ہیں۔

''بھیا بڑے سنکٹ میں ہیں امدو کھا لائیے۔ ہم نے اب تلک کسی کو بتلایا نہیں تھا۔اب سُنیے جس رات یہ گجب بھوا۔اس سے تین روج پہلے کی بات ہے۔ای بھینسن کی سانی کرت رہیں سیرے سیرے۔ بیگم صاحب آن پہنچیں۔اُن سے کہن۔مالن ہم نے سُنا ہے تم صاحب کی ممی کے لئے روز صبح موگرے کی مالا بنا کر لے جاتی تھیں اور اُن کے لئے ہر جمعے کو مہندی پیستی تھیں۔ای کہن جی ہاں۔ کہن ہمارے لئے کیوں نہیں گوندھتی ہو ہار اور پیستی ہو مہندی۔ای کہن جب حکم کیجئے بنا دیں گے۔پھر ہم سے کہن کیوں مالی یہ کنواں کتنا گہرا ہے۔ ہم بتاوا یہاں بوٹی اُگت رہی۔ ہم بیچ ہولی کے روج بوٹی پیت رہے۔ بڑی بیگم صاحب ڈریں۔اکی نشے میں آ کر ہم لوگ کہیں کنویں ہی میں چھلانگ نہ لگا دیں۔انہوں نے اس کے اندر ڈھیر ساری مٹی بھرا دی۔بہو صاحب پوچھن۔اب اس میں کوئی گرے تو نہ ڈوبے؟ ہم کہن۔ارے نہیں بیگم صاحب تھوڑا ہاتھ پاؤں مار کر ڈول کی رسی پکڑے اور تُرنت اسے اوپر کھینچ لیں۔تو کاہے کو ڈوبے۔''(۲۲)

نمونے کا یہ زبان کا ٹکڑا ہریانوی ہے۔لفظ (امدو) تبادل ہے (الحمدو) کا گویا (امدو) بولنے سے (ا) (ل) (ح) کو حذف کر دیا گیا ہے۔اس طرح (کھالا) میں (خا) کا تبادل (کھا) میں کیا گیا ہے۔لفظ (گجب) میں (غ) اور (ض) کا تبادل (گ) اور (ج) میں کیا گیا ہے۔(روج) میں (ز) کا تبال (ج) میں کیا گیا ہے جبکہ اُردو مصدر (کرنا) سے (کرت) بنایا گیا ہے۔ اس طرح (سیرے) میں (ا) کا تبادل (ب) میں کیا گیا ہے۔ یہ راجستانی انداز ہے۔اس طرح اُردو مصدر (کہنا) سے (کہن) بنایا گیا ہے۔جبکہ (یہ) کا تبادل (ای) میں کیا گیا ہے۔جبکہ (بتاوا) میں (ل) اور (یے ا) کا تبادل (وا) میں کیا گیا ہے۔جبکہ اُردو مصدر (اُگنا) سے (اُگت) بنایا گیا ہے۔جبکہ اُردو مصدر (پوچھنا) سے (پوچھن) بنایا گیا ہے۔

لفظوں کے یہ تبادلات خواتین کے یہ کردار اپنی گفتگو میں کر رہے ہیں۔یہ تبادلات اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ یہ کردار پڑھے لکھے نہیں۔یہ اپنے ہریانوی سیٹ اَپ کے اندر رہتے ہوئے وہاں کی مستعمل زبان میں اظہارِ خیال کر رہے ہیں۔اس طرح (ارے نہیں) وہاں کا روزمرہ ہے۔ جسے وہاں کے کردار اپنے اظہار اور ابلاغ کا وسیلہ بنا رہے ہیں۔

قرۃ العین حیدر کے ناولوں میں جاگیردار گھرانوں کی بیگمات کی زبان بھی ملتی ہے۔یہ زبان جس کا ایک الگ ذائقہ اور مزاج ہے۔اس زبان کے اندر ان بیگمات کا مخصوص اسلوبِ تکلم، اُن کا روزمرہ اور محاورہ،

اُن کی مخصوص نفسیات، برتری کا احساس، نیز تفاخر، نخوت اور تکبر کا پہلو اُن کی زبان کے اندر نظر آتا ہے۔ یہ تمام پہلو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ جاگیرداروں اور امرا کی بیگمات اپنے آپ کو دوسروں سے الگ تھلگ سمجھتی ہیں۔ عام طبقے کی خواتین کے ساتھ بیٹھنا اور گفتگو کرنا انھیں گوارہ نہیں۔ اُن کی زبان کے اندر اُن کے مخصوص سیٹ اپ اور کلچر کی عکاسی ملتی ہے۔ نمونے کی زبان کے یہ ٹکڑے اس ضمن میں بطور حوالہ پیش کیے جاسکتے ہیں:

''ایسے مردوئے کے ساتھ نوج کوئی جھک مارے۔''(۲۳)

لفظ (مردوئے) میں (و) اور (یے) کا اضافہ کیا گیا ہے۔ یہ فیض آباد اور لکھنؤ میں رائج ہے۔ وہاں کے مقامی سیٹ اَپ اور کلچر کے ساتھ اُن کی زبان کا حصہ ہے۔ جبکہ (جھک مارنا) بطور محاورہ استعمال کیا گیا ہے۔

''کیا کچھ واہی ہوئی ہو'' کنور رانی نے غصے سے کہا۔ ''کیا بے کار کی تھکّ مچاتی ہو۔''(۲۴)

''تو بیوی تہا کسے دکھاتی ہو۔ اور جو تمارا جی چاہے کرلو۔ ایک بیٹے نے مجھے بہت سکھ پہنچایا ہے جو کسر اس نے باقی چھوڑی ہے۔ وہ پوری کرلو۔''(۲۵)

چلی جاؤ ہم سے کا پوچھت ہو۔ کنور رانی نے انتہائی بے تکلفی اور خفگی سے جواب دیا

''اب ہم سے کچھ کہے سنے خاطر نہ آیا کرو سمجھیں؟''(۲۶)

(واہی) عربی صفت ہے۔ یہ لفظ فضول، آوارہ، ناکارہ، لغو، بیہودہ کے معنوں میں آیا ہے۔ مزید براں یہ لفظ پریشان حال، بدمعاش اور لفنگا کے معنی میں بھی آتا ہے۔(۲۷) (تھکّ) یہ لفظ عربی مذکر ہے۔ اس کا معنی بے عزتی، ہتک، بدنامی، فساد اور جھگڑا ہے۔(۲۸)

اس طرح (کیا) کا تبادل (کا) میں کیا گیا ہے جبکہ مصدر پوچھنا سے (پوچھت) بنایا گیا ہے جو ہریانوی زبان کی عکاسی کرتا ہے۔ گویا رانی کی گفتگو پر لکھنوئی اور ہریانی دونوں زبانوں کے اثرات غالب ہیں اور وہ ان دو زبانوں کے الفاظ کو اپنے اظہار اور ابلاغ کا وسیلہ بنا رہی ہے۔

قرۃ العین حیدر کے ناولوں میں ہمیں ایک ہی وقت میں راجستھانی اور ہریانی دونوں زبانوں کی باہمی آمیزش ملتی ہے۔ ان دونوں کی باہمی آمیزش سے زبان کا ایک بالکل نیا ذائقہ سامنے آتا ہے۔ ایسی زبان ہمیں زمیندار گھرانوں میں کام کرنے والی خواتین کے اظہار اور ابلاغ کے اندر ملتی ہے۔ نمونے کی زبان کا یہ ٹکڑا بطور حوالہ دیکھیے:

''بسنتی نے بتا رکھا تھا کہ پچھلے بدھوا منگل کے دن سے سات روج سات رات ایک ٹھوالو

برابر بولت رہا۔جون کسی منئی کا نام او کے کام میں پڑ جائے اوہی رٹت کرت ہے۔اگلے
بڑھوا منگل سے پہلے او کا ہولس لیت ہے۔ہم بیگم سے اتنا کہن لڑکن کی بٹیا کی۔نجرا اتار دیجئے
وہ مانت ہی نا ہیں۔"(۲۹)

زبان کے اس ٹکڑے میں لفظ (روج) استعمال ہوا ہے۔اس لفظ میں (ز) کا تبادل (ج) میں کیا گیا ہے۔ اس طرح اُردو مصدر (رٹنا) سے (رٹت) بنایا گیا ہے۔اس طرح اُردو مصدر (بولنا) سے (بولت) بنایا گیا ہے۔اس طرح اُردو مصدر (لینا) سے (لیت) بنایا گیا ہے۔اس طرح اُردو مصدر (کہنا) سے (کہت) بنایا گیا ہے۔اس طرح لفظ (نجر) میں (ظ) کا تبادل (ج) میں کیا گیا ہے۔اس طرح اُردو مصدر (ماننا) سے (مانت) بنایا گیا ہے۔الفاظ اور اُن کے یہ تبادلات ہریانی اور راجستھانی دونوں زبانوں میں ہوتے ہیں۔ان دو زبانوں کے بولنے والے اپنی روزمرہ گفتگو میں اُن کا استعمال کرتے ہیں۔

اُن کے ناولوں میں بعض جگہ پر راجستھانی اور لکھنوئی دونوں زبانوں کی آمیزش ملتی ہے۔اگر یوں کہا جائے کہ اُن کے ناولوں کے بعض کردار ان دو زبانوں کے الفاظ کو باہم ملا کر بولتے ہیں تو یہ غلط نہ ہوگا۔ اس سے گویا ایک مکس زبان کا ذائقہ پڑھنے کو ملتا ہے۔ایسا اس لیے ہوتا ہے کہ جب ایک راجستھان میں رہنے والی خاتون لکھنؤ میں آکر رہے گی تو وہ اپنی زبان کے ساتھ وہاں کی مقامی زبان کو اختیار کرے گی۔اس طرح دونوں زبانوں کے الفاظ کے ساتھ اُن کا روزمرّہ اور محاورہ بھی اظہار اور ابلاغ میں آئے گا۔نمونے کا یہ ٹکڑا قابلِ غور ہے:

"اللہ چودھرائن تمہری باٹ نہارت سویرا ہو گوا۔ہم تو پوچھت رہن اتنی ایر کروہ ہن۔
اب تم نہ آئیو۔"(۳۰)

لفظ (تمہری) میں (ا) حذف کیا گیا ہے۔ جبکہ (باٹ) میں (ت) کا تبادل (ٹ) میں کیا گیا ہے۔ (نہارت) میں (یے) کا تبادل (ر) میں کیا گیا ہے۔اس طرح اُردو مصدر (پوچھنا) سے (پوچھت) بنایا گیا ہے۔اس طرح (ایر) (دیر) کا تبادل ہے۔گویا (د) کا تبادل (ا یے) میں کیا گیا ہے۔ (آئیو) لکھنؤ میں آؤ یا آنے کے مترادف بولا جاتا ہے۔

قرۃالعین حیدر کے ناولوں میں اہلِ لکھنو کی خاص زبان بھی ملتی ہے۔اس زبان کے اندر اُن کے استعمال میں آنے والے محاورات کے ساتھ اُن کا روزمرہ بھی ملتا ہے۔نمونے کی یہ زبان دیکھیے:

"کیا دن تھے، لکھنو لکھنو تھا، اب یہ کونوں شہروں میں شہر ہے۔متوا دیس دیس کا جناور
آکر بھر گیا ہے۔مارا ایکو ایک بنگالی، پنجابی، سندھی، دلی والے سب ہی آ بسے ہیں۔
زبان یہاں کی بگاڑ دی۔"(۳۱)

زبان کے اس ٹکڑے میں لفظ (جناور) میں (ل) کا حذف کیا گیا ہے۔

قرۃ العین حیدر کے ناولوں میں اینگلوانڈین طبقے کی بھی زبان ملتی ہے ۔ یہ اینگلوانڈین اپنی زبان میں انگریزی الفاظ کا جابجا استعمال کرتے ہیں۔ انگریزوں کے ساتھ قریبی روابط نیز اُن کے ساتھ سماجی، تہذیبی، تمدنی اور ثقافتی تعلقات کی وجہ سے اُن کی زبان، روزمرہ اور محاورہ انگریزوں کے ساتھ ملتا جلتا ہے۔ یہ اینگلوانڈین برصغیر کے مقامی ہیں۔ اس لیے جہاں انگریزی زبان کو شعوری اور لاشعوری طور پر اختیار کرتے ہیں وہاں یہ مقامی زبان، اس کے سیٹ اَپ اور کلچر سے جُڑے ہوئے ہیں۔ دیسی اور بدیسی الفاظ کی باہمی آمیزش سے اُن کی زبان کا ایک مخصوص انداز سامنے آتا ہے۔ اینگلوانڈین کی زبان کا یہ نمونہ ملاحظہ کیجیے:

"لُک ہیر، مس سپریر، تم اپنی انجیل مدر کو کیا بولا؟ پھر سے بولو تم اپنی ماما سے ماپھی مانگو۔ سوری بولو۔ تمہارا مدر تمہارے واسطے کیا معیبت اٹھایا۔ کیسا ٹربل دیکھا۔ تم اس کو Loose Woman بولتا؟ تم کومالوم تم کو Best اسکول بھیجنے واسطے تم کو Luxury رکھنے واسطے وہ جبر دستی ایسا لائف لیڈ کرتا۔"(۳۲)

اینگلوانڈین کی اس زبان میں بعض لفظوں کا تبادل ملتا ہے۔ جیسے (ف) کا تبادل (پھ) میں کیا گیا ہے۔ (معا) کا تبادل (ما) میں کیا گیا ہے۔ اس تبادل میں (ع) کا حذف کیا گیا ہے۔ اس طرح (ز) کا تبادل (ج) میں کیا گیا ہے۔ نیز بعض مذکر لفظوں کو مونث اور مونث کو مذکر بولا گیا ہے۔

اُن کے ناولوں میں اَن پڑھ افراد کی زبان بھی ملتی ہے۔ یہ ان پڑھ افراد جو برصغیر کے ہر خطے اور علاقے میں رہتے ہیں۔ ان افراد کی اپنی ایک مخصوص زبان ہے جو پڑھے لکھے افراد سے بڑی حد تک مختلف ہے۔ ان فراد کے اپنے الفاظ اور اُن کے تبادلات ہیں۔ پھر اُن کا حذف بھی ہے۔ یہ نمونہ دیکھیے:

"امدو کھالا" بھگوان دین نے بات جاری رکھی "بھیا بڑے کشٹ میں ہیں ہم نے مندر میں اُن کی کھاتر ہنومان چالیسا سروع کروا رکھا ہے۔"(۳۳)

زبان کے اس ٹکڑے میں بعض الفاظ کا تبادل ملتا ہے۔ یہ تبادل جوان پڑھ لوگ اپنی گفتگو میں کرتے ہیں جیسے (خا) کا تبادل (کھا) میں کیا گیا ہے۔ اس طرح (ش) کا تبادل (س) میں کیا گیا ہے۔

قرۃ العین حیدر کے ناولوں میں میواتی زبان بھی ملتی ہے۔ یہ میوات میں رہنے والے ایک کثیر طبقے کی زبان ہے۔ اس طبقے کے لوگ برصغیر کے مختلف خطوں میں موجود ہیں اور میواتی زبان کو اپنے اظہار اور ابلاغ کا وسیلہ بنا رہے ہیں۔ میواتی زبان بولنے والے دوران گفتگو بہت سے لفظوں کو قدرتی اور فطری طور پر حذف کرتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں اگر یہ کہا جائے کہ وہ ان الفاظ کو ادا کرنے پر قدرت نہیں رکھتے تو یہ بات غلط نہ ہوگی۔ میواتی زبان بولنے والے عام طور پر (ش) کو بولنے پر قدرت نہیں رکھتے وہ

(ش) کو (س) بولتے ہیں۔ اس زبان کے بولنے والوں کا اپنا ایک روزمرہ اور محاورہ ہے جو ان کے مقامی سیٹ اپ اور کلچر کا نمائندہ ہے۔ زبان کا یہ ٹکڑا قابلِ غور ہے:

"میم صاحب ہمارا سادی ہونے والا ہے۔" (۳۴)

لکھنؤ اور فیض آباد میں رہنے والی عام خواتین کی زبان کیسی ہے؟ قرۃ العین حیدر کے ناولوں میں اُس کا بھی ذائقہ ملتا ہے۔ اس زبان کو بولنے والی خواتین کی ایک کثیر تعداد ہے۔ اس زبان کو اگر وہاں کی عام خواتین کی زبان قرار دیا جائے تو یہ غلط ہوگا۔ یہ عام خواتین جو لکھنؤ اور فیض آباد کے گرد و نواح میں رہتی ہیں، یہ ذائقہ شہروں میں بولی جانے والی زبان سے بڑی حد تک مختلف ہے۔ فیض آباد اور لکھنؤ کے شہری علاقوں میں بولی جانے والی زبان اس زبان سے مختلف ہے۔ زبان کا یہ نمونہ ملاحظہ کیجیے:

"اجی وہی سب سنگس بگیچے والے۔ دوئی ٹھوموٹر بھر کر دیناج پور چلے خاطر۔ اُٹھیے سب جنے تیار ہیں۔ جہاج ٹھیک سات بجے چھوٹے گا۔" (۳۵)

اس زبان کے نمونے میں لفظ (بگیچے) میں (غ) کا تبادل (گ) میں کیا گیا ہے جبکہ لفظ (جہاج) میں (ز) کا تبادل (ج) میں کیا گیا ہے۔ یہ تبادلات اس زبان کے اندر عام طور پر ہوتے رہتے ہیں۔

انگریزوں کے ساتھ ساتھ رہتے اور اُن کے بنگلوں میں بطور نوکر اور نوکرانیاں کام کرتے ہوئے اس طبقے کی زبان بدل گئی۔ اُن کا روزمرہ اور محاورہ بدل گیا۔ ان نوکروں اور نوکرانیوں کی زبان کی کیا نوعیت اور صورت بنی؟ قرۃ العین حیدر کے ناولوں میں اس کے متعدد نمونے ملتے ہیں۔ اس زبان کے اندر ہمیں انگریزی الفاظ کی آمیزش کے ساتھ انگریزوں کا لہجہ اور انداز بھی نظر آتا ہے جو اس بات کو واضح کرتا ہے کہ یہ نوکر اور نوکرانیاں شعوری اور لاشعوری طور پر انگریزوں کی زبان کو اپنا رہے ہیں۔ انگریزوں کے زیرِ اثر رہنے کی وجہ سے اُن کی تذکیر و تانیث بھی بدل گئی ہے۔ بطور نمونہ زبان کا یہ ٹکڑا دیکھیے:

"میم صاحب، ہم ہندو لوگ تو آواگون میں بلیو کرتا ہے۔ شکر ہے کہ دنیش بابو کی پھانسی کے دو گھنٹے پہلے نام بابا پیدا ہوا۔ اگر تھوڑا منٹ بعد پیدا ہوتا تو بہت سا ہندو لوگ بولتا کہ دنیش بابو نے بدلہ لینے کے لئے آپ کے گھر میں جنم لیا ہے۔" (۳۶)

اُردو، ہندی اور سنسکرت زبان کے الفاظ کی باہمی آمیزش سے ایک ملی جلی زبان کا ذائقہ بھی ملتا ہے۔ ان تینوں زبانوں کے الفاظ کی آمیزش اس بات کو واضح کرتی ہے کہ اس کے بولنے والے ایک ہی وقت میں تینوں زبانوں کے الفاظ کو اپنے اظہار اور ابلاغ میں لا رہے ہیں۔ زبان کا یہ نمونہ دیکھیے:

"پراکرتی اندھی ہے اور پُرش لنگڑا ہی جو اندھی پراکرتی کے کندھے پر سوار ہے۔" (۳۷)

اُن کے ناولوں میں پنجابی اور اُردو کی باہمی آمیزش سے زبان کا ایک نیا ذائقہ ملتا ہے۔ زبان کا یہ ذائقہ پنجاب میں رہنے والے لوگوں اور اُن کے اظہار میں آنے والی اس زبان کے مختلف پہلوؤں اور جہات کو سامنے لاتا ہے۔ یہ نمونہ قابلِ غور ہے:

''آج کل بہت سے چور اُچکے سنا سیوں کا بھیس بدل کر ٹھگی کرتے پھرتے ہیں۔''(۳۸)

قرۃ العین حیدر کے ناولوں میں خالصتاً راجستھانی زبان بھی ملتی ہے۔ یہ زبان راجستھان میں آباد ایک کثیر تعداد کے اظہار اور ابلاغ کا حصہ ہے۔ اس زبان کے بولنے والے اپنی بول چال اور گفتگو میں اپنے مخصوص راجستھانی محاورات کے ساتھ اس کے روزمرہ کا استعمال کرتے ہیں۔ اس طرح راجستھانی زبان بولنے والے اپنی اس مخصوص زبان کے تناظر میں الفاظ کا تبادل کرتے ہیں۔ بوقت ضرورت اُن کو بڑھاتے اور گراتے بھی ہیں۔ اُن کی بول چال میں کہیں کہیں ہریانی الفاظ کی آمیزش بھی ملتی ہے۔ راجستھانی زبان کا یہ نمونہ قابلِ غور ہے:

''ارے راجا کا مکنوا اتنا چھوٹا۔ راجا کے محلوا پر تو بل چل گئیں۔ ای تو ہجاروں برس پُرانی حویلی ہوئے۔
پُرکھن سے سُنتے ہن ای ما کو باہمن پر وہت رہت رہے۔ اُن کا لڑکوا ہو بڑا اودان رہا۔''(۳۹)

زبان کے اس نمونے میں بعض الفاظ کا اضافہ اور بعض الفاظ کا تبادل ملتا ہے۔ (ارے) کا لفظ راجستھان میں بطور روزمرہ کے آیا ہے جبکہ (محلوا) میں (واورا) کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس طرح اس زبان میں (یہ) کا تبادل (ای) میں کیا گیا ہے۔ جبکہ (ہجاروں) میں (ز) کا تبادل (ج) میں کیا گیا ہے۔ جبکہ (باہمن)(برہمن) کا تبادل ہے۔ گویا (بر) کا تبادل (با) میں کیا گیا ہے۔ اس طرح اُردو مصدر (رہن) سے (رہت) بنایا گیا ہے۔ جبکہ (لڑکے) کا تبادل (لڑکوا) میں کرتے ہوئے (واورا) کا اضافہ کیا گیا ہے۔

اُن کے ناولوں میں بعض مقامات پر پہاڑی زبان بھی ملتی ہے۔ اس زبان کے بولنے والے پوٹھوہار کے علاقے میں آباد ہیں۔ ان کی زبان کا اپنا ایک مزاج، کلچر اور ذائقہ ہے جو اوروں سے بڑی حد تک مختلف ہے۔ اس زبان کے بولنے والوں کے اپنے محاورات اور روزمرہ ہیں۔ لفظوں کے گرانے اور بڑھانے کا اپنا انداز ہے۔ پہاڑی اور پوٹھوہاری زبان کا یہ ٹکڑا قابلِ غور ہے:

''صاحبوں مہروباں۔ صاحبو مہروباں، صاحبو۔''(۴۰)

اس زبان کے ٹکڑے میں بعض لفظوں کے آخر میں (ں) کا اضافہ کیا گیا ہے۔ یہ اضافہ پہاڑی یا پوٹھوہاری زبان کے عمومی مزاج اور کلچر کے ساتھ اس زبان کی ہیئت کا عکاس ہے۔ اس زبان کے بولنے والے عام طور پر (ں) کا اضافہ کرتے ہیں۔ یہ (ں) پوٹھوہاری یا پہاڑی زبان کی ایک الگ شناخت اور پہچان کو واضح کرتا ہے۔

قرۃ العین حیدر کے ناولوں میں خالصتاً پونا والی دکنی اُردو ملتی ہے۔ دکن میں رہنے والے لوگوں کی اُردو زبان کے اہم شیڈز اور زاویے ہیں قرۃ العین حیدر نے اپنے کرداروں کے آئینے میں اُن کو اُجاگر کیا ہے۔ دکنی اُردو کا اپنا ایک الگ ذائقہ اور انداز ہے جو برصغیر کے دوسرے علاقوں اور خطوں کی اُردو زبان کے ذائقوں سے مختلف ہے۔ اس دکنی اُردو کا جو روزمرہ اور محاورہ ہے وہ بھی دوسرے اُردو بولنے والوں سے بڑی حد تک مختلف ہے۔ یہ اختلاف ہی دکنی اُردو کی منفرد شناخت اور پہچان کا باعث ہے۔ دکنی اُردو کا یہ نمونہ قابل غور ہے:

"اماں کڑھائی کر چھا ہوتا؟ تھال استو وہوتا؟" "یعنی چاہیے؟" "موڑی کا تا واں میرے سے لو۔"(۴۱)

اُن کے ناولوں میں پوربی زبان کے نمونے بھی ملتے ہیں۔ پوربی زبان کا اپنا ایک مخصوص انداز اور ذائقہ ہے۔ اس کے بولنے والے جب ایک دوسرے سے محوِ کلام ہوتے ہیں تو کوئی ایک الفاظ کا تبادل کرتے ہیں۔ اُن کے تبادلات کے آئینے میں یہ پتا چلتا ہے کہ وہ اپنی گفتگو میں عمومی طور پر کس قسم کے الفاظ کا استعمال کرتے ہیں۔ اُن کے مترادفات ہوں یا تبادلات، روزمرہ ہو یا محاورات اپنی ایک الگ شناخت اور پہچان رکھتے ہیں اور پڑھنے والوں کو اُن کی زبان کے خدوخال کو سمجھنے اور جاننے کا موقع دیتے ہیں۔ پوربی زبان کا یہ نمونہ قابل غور ہے:

"دیارے۔ گجب کروبہن کھان صاحب کا جانیں بھیرو کا کتا ہو۔ کا مار بھگائیں۔"(۴۲)

پوربی زبان کے اس نمونے میں (دیارے) بطور روزمرہ آیا ہے۔ گجب کے لفظ میں (غ) کا تبادل (گ) میں ملتا ہے جبکہ (کھان) کے لفظ میں (خ ا) کا تبادل (کھ ا) میں کیا گیا ہے۔ (کا) کا حرف (کیا) کا تبادل ہے۔ یہ تبادلات پوربی زبان کا حصہ ہیں۔

قرۃ العین حیدر کے ناولوں میں ریڑھی بانوں کی زبان بھی ملتی ہے۔ یہ ریڑھی والے فیض آباد اور لکھنؤ کے گلی کوچوں میں چھوٹی موٹی اشیا کے ساتھ کھانے پینے کی چیزیں بیچتے ہیں۔ اپنی اشیا کو بیچنے کے لیے وہ بار بار صدا لگاتے ہیں:

"قدرت کا بنا جلیبا کھا لو۔ گل گلاب بہدانہ۔ قند میں بنا بہدانہ۔ شاہ مرداں کی لاٹھیاں۔ تمیں ہزاری باغ کے پونڈے ہیں لے چل۔"(۴۳)

اُن کے ناولوں میں چڑی ماروں کی زبان ملتی ہے۔ یہ چڑی مار جو پرندوں کو بیچنے کے لیے اپنی مخصوص زبان میں صدا لگاتے ہیں۔ یہ صدا اُن کی زبان کی مختلف جہات کو واضح کرتی ہے۔ اس زبان کا اپنا ہی ایک منفرد انداز اور ذائقہ ہے جس سے یہ زبان دور سے پہچان لی جاتی ہے۔ اس زبان کے آئینے

میں پتا چلتا ہے کہ اس طبقے کے لوگ کس طرح اپنی روزمرہ زندگی میں اس زبان کو اپنے اظہار اور ابلاغ کا وسیلہ بناتے ہیں۔ اپنے مخصوص انداز میں لوگوں کو مخاطب کرتے ہیں اور اپنے سیٹ اپ اور کلچر کے مطابق محاوروں کا استعمال کرتے ہیں۔ اُن کی یہ زبان اُن کو دوسرے طبقوں سے انفرادیت عطا کرتی ہے۔ اُن کا اسلوب تکلم سننے والوں کو اُن کی جانب راغب کرتا ہے۔ اُن کی زبان کا یہ نمونہ دیکھیے:

> ''ٹوئیاں طوطا ہے پالنے کو۔ نر بچہ ہے۔ ہیرامن طوطے کا۔ کالا کوا چھوٹے۔ چھوڑ دیں جل جو گئے کو۔ پھُڑا دو۔ دو جانور ہیں بسیرا پاویں۔'' (۴۴)

قرۃ العین حیدر کے ناولوں میں طوائفوں کی زبان بھی ملتی ہے۔ ان طوائفوں کی زبان کا ایک مخصوص سیٹ اَپ اور کلچر ہے۔ ان طوائفوں کا اپنا ایک مخصوص اسلوب تکلم ہے۔ اپنے کوٹھے کے حوالے سے اُن کے مخصوص محاورے اور روزمرے ہیں، جو اُن طوائفوں کی زبان کو ایک نئی جہت عطا کرنے کے ساتھ اُن کو الگ شناخت اور پہچان عطا کرتے ہیں۔ ان طوائفوں کی زبان کے تناظر میں اُن کے مخصوص سماجی سیٹ اَپ اور تمدنی زندگی کے بارے میں آگہی ہوتی ہے۔ یہ زبان اُن کی ذہنیت کے ساتھ اُن کی مخصوص نفسیات، رویوں، رُجحانات اور اقدار کی عکاس ہے۔ یہ نمونہ دیکھیے:

> ''اپنے توڑے پختہ کرو، ماشاءاللہ پہلے مجرے کی سائی آ گئی۔'' (۴۵)

اُن کے ناولوں کی انفرادیت اس حوالے سے بھی ہے کہ اس میں بمبئی کے سیٹھوں کی بھی ایک مخصوص زبان ملتی ہے۔ یہ زبان بمبئی میں رہنے والے دوسرے طبقے کے لوگوں سے بڑی حد تک مختلف اور منفرد ہے۔ ایک نظر ڈالنے سے فوراً پتا چل جاتا ہے کہ یہ کوئی الگ زبان ہے۔ اس زبان کے بولنے والوں کا اپنا ایک مخصوص اسلوبِ تکلم، روزمرہ اور محاورہ ہے جو صرف اور صرف اسی طبقے سے متعلق ہے۔ نمونے کی یہ زبان دیکھیے:

> ''ہاں ہم نے برو بر اُن کو پگڑی دیا۔ وہ اُن کا ملک میں کیس چالو ہے۔ اس میں لگ گیا۔ باقی اُن کا موالی چھوکرا اُڑا دیا۔ انہوں نے ماہم میں ایک جُھگی خریدا۔ گلاب ادھر آیا تھا۔ بولا وہ جُھگی بیچ کر بھی کیس میں لگا دیا۔ اب اُستاد مہالکشمی کے فٹ پاتھ پر اپنا بزنس جمایا ہے۔ اچھا بہار صاحب میرے کو دکان پر جانا ہے۔ سلام علیکم۔'' (۴۶)

زبان کے اس ٹکڑے میں بعض الفاظ کا تبادل جیسے (بر و بر) میں (و) کا تبادل (ل) میں کیا گیا ہے۔ اس طرح بعض مونث لفظوں جیسے (جُھگی) کو مذکر بولا گیا ہے۔ ان الفاظ کے حذف کے باب میں (سلام علیکم) میں (ل) کو حذف کیا گیا ہے جس سے الفاظ کی آواز گر گئی ہے۔

قرۃ العین حیدر کے ناولوں میں رولڑ میمن سیٹھوں کی زبان بھی ملتی ہے۔ یہ کاروباری میمن سیٹھ اپنے

روزمرہ کے کاروباری اورتجارتی معاملات کوچلانے کے لیے نیز اپنے گاہکوں سے اپنی مخصوص زبان میں گفتگوکرتے ہیں۔ یہ زبان اُن کے مخصوص مزاج، رویوں اوررُجحانات کے ساتھ اُن کی گفتگو کے اسلُوب اورانداز کوسامنے لاتی ہے۔اُن کی یہ زبان اُن کے وہاں کے سیٹ اپ اورکلچرکی ترجمان ہے۔اُن کا روزمرہ اورمحاورہ نیز اُن کامخصوص لہجہ اُن کی زبان کوجہاں ایک نئی جہت سے ہمکنارکرتا ہے وہاں اُن کی زبان کی الگ شناخت اورپہچان کوواضح کرتا ہے۔اُن کی زبان کا یہ نمونہ دیکھیے:

''ایکدم نیا گاڑی ہے۔ہم چھ ہجار سے کم نہیں لے گا۔بجارمیں پتاس کرلو۔اس سے کم دام میں اسکوڈانہیں ملے گا۔''(۴۷)

زبان کے اس نمونے میں میمن سیٹھ جن الفاظ کا تبادل کرتا ہے ان میں سب سے پہلے لفظ (ہجار)آتا ہے جس میں(ز) کا تبادل (ج) میں کیاگیا ہے۔اس طرح لفظ (بجار) میں(زا) کا تبادل (ج ا)میں کیاگیا ہےاورلفظ (پتاس)میں (س) کااضافہ کیاگیا ہے۔

قرۃالعین حیدر کے ناولوں میں تھیٹر میں کام کرنے والی عورتوں کی زبان بھی ملتی ہے۔ یہ زبان اپنا ایک الگ مزاج، ذائقہ اورکلچر رکھتی ہے۔اس زبان اوراس کی بولنے والی عورتوں کاایک اپنا روزمرہ اورمحاورہ ہے۔نیزلفظوں کی ادائیگی اوران کااستعمال ہے۔نمونے کی یہ زبان قابل غور ہے:

''اری اُٹھو۔منڈوابھرگیا۔ڈوبی کی نندیا بھرتی۔اُٹھو۔''(۴۸)

میلوں ٹھیلوں میں سیریئن دکھا کرپیسے کمانے والوں کی ایک اپنی زبان ہوتی ہے۔اس میں ایک عوامی رنگ نمایاں ہوتا ہے۔اُن کا طرزِتکلم، محاورہ اورروزمرہ اپناایک الگ مزاج رکھتا ہے۔اُن کی زبان اپنے ایک الگ مزاج، سیٹ اپ اورکلچر کی نمائندگی کرتی ہے۔اس زبان کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ اس کے بولنے والے کس طرح عوام میں رہتے ہوئے اُن کی زبان بولتے ہیں۔اُن کی اس زبان کی انفرادیت اس لیے بھی ہے کہ یہ میلوں میں بولی جانے والی زبان ہے۔البتہ اس کے بولنے والے اس زبان کواپنے مخصوص انداز سے بولتے ہیں تو سُننے والوں پراس کااثر ہوتا ہے اوروہ اُن کی جانب کھینچے چلے آتے ہیں۔ زبان کے یہ نمونے قابل ذکر ہیں:

''آیئے باجی۔ بٹیا۔حسینؑ پاک کی ضریح مبارک۔ وارث پاکؒ کا روضہ۔مرے غریب نواز۔دیارمدینہ، نیازاورنمازپکچر کے سین۔آیئے بھیا۔آیئے ایپا۔''(۴۹)

''آوآو۔پیارے۔ بالکو۔نونہالو۔ راجہ اندر کے طلسمات دیکھو۔ باغیچہ سلیمانی دیکھو۔ پل میں حاضر۔پل میں غائب۔''

اُردو اور فارسی کی باہمی آمیزش سے زبان کا ایک نیا ذائقہ سامنے آتا ہے۔قرۃ العین حیدر کے ناولوں میں اس کی متعدد مثالیں ملتی ہیں۔بطور نمونہ زبان کا یہ ٹکڑا قابلِ غور ہے:

''آدمیاں گم شُدند ملک خدا خر گرفت۔''(۵۰)

ناچ گانے سے جُڑی عورتیں اپنی ایک الگ زبان کے ساتھ قرۃ العین حیدر کے ناولوں میں جا بجا دکھائی دیتی ہیں۔رقص و سرود سے وابستہ یہ عورتیں ہریانے میں رہ رہی ہیں،اس لیے اُن کی زبان کا ذائقہ ہریانی ہے۔ان عورتوں کی زبان کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ یہ زیادہ پڑھی لکھی نہیں۔البتہ ناچ گانے اور سنگیت سے وابستہ ان عورتوں کی زبان اپنا ایک خاص مزاج رکھتی ہے۔یہ زبان بولنے والی عورتوں کے اپنے روزمرے اور محاورات ہیں۔بات کرنے کا ڈھنگ اور سلیقہ بھی اوروں سے مختلف ہے۔ان پڑھ ہونے کی وجہ سے یہ اپنی گفتگو نیز اظہار اور ابلاغ میں بہت سے لفظوں کا تبادل کرتی ہیں۔اُن کی زبان کا یہ نمونہ دیکھیے:

''جُجور۔بُرا کام کرت رہے۔بتّرین کے پیچھے طبلہ ہارمونیم بجاوت رہے۔''(۵۱)

(جُجور) میں (ز) کا تبادل (ج) میں کیا گیا ہے۔اس طرح اُردو مصدر (کرنا) سے (کرت) اور (بجانا) سے (بجات) بنایا گیا ہے۔

قرۃ العین حیدر کے ناولوں میں ہمیں مارواڑی زبان کا بھی ذائقہ ملتا ہے۔مارواڑی لوگ اس زبان کو اپنے اظہار اور ابلاغ کا وسیلہ بناتے ہوئے نظر آتے ہیں۔یہ زبان اُن کے اپنے مخصوص خطے،سیٹ اَپ اور کلچر کی ترجمان ہے۔اس زبان کے بولنے والوں کے اپنے مخصوص محاورات کے ساتھ روزمرے ہیں۔نیز اُن کا اپنا ایک مخصوص اسلُوبِ تکلم ہے جس کی اپنی ایک مٹھاس ہے۔مارواڑی زبان کے بولنے والے دور سے ہی پہچانے جاتے ہیں۔بطور نمونہ مارواڑی زبان کا یہ ٹکڑا دیکھیے:

''اجی مہارے کو مارے کیوں چھو۔چلو نواس کے اندر چل کر بات کر لو۔یا کارن تو آئے ہیں جے پور سے۔''(۵۲)

زبان کے اس نمونے میں (مہارے) (ہمارے) کے تبادل میں استعمال کیا جا رہا ہے اور (چھو) خالصتاً مارواڑی زبان کا مظہر ہے۔

قرۃ العین حیدر کے ناولوں میں بدھ مت کے پیروکار بھکشوؤں کی زبان بھی ملتی ہے۔اس کا اپنا ایک مخصوص سیٹ اپ اور کلچر ہے۔روزمرہ اور محاورہ ہے۔بطور نمونہ زبان کا یہ ٹکڑا دیکھیے:

''اوم منی پدمے ہوں۔''(۵۳)

پنجابی اور سرائیکی الفاظ کی باہمی آمیزش سے زبان کا ایک نیا انداز اور ذائقہ سامنے آتا ہے۔

دومختلف زبانوں کے الفاظ کے باہم میلاپ سے ایک نئی زبان کے خدوخال نظروں کے سامنے آتے ہیں۔ اس کے اندر ایک قدرتی مٹھاس ملتی ہے۔دومختلف زبانوں کے الفاظ کی آمیزش سے لفظوں کے اندر ایک معنویت اور گہرائی پیدا ہوئی ہے۔بطور نمونہ زبان کا یہ نمونہ قابل ذکر ہے:

''ہائے میرے ویرا۔بھن دیا ڈھی پتر انوں تیرے سپرد کر کے لام تے گیا سی۔تو خود کیڑی لام تے ٹرگیوں۔وے بھرجائی۔تو وی جوانی وچ رانڈ ہوگیوں۔ہائے اب اے ہن کتھے رلن گے۔اماں دا کیڑا اولی وارث ہوسی۔ہائے ویرا۔چناں۔''(۵۴)

اُن کے ناولوں میں گجراتی زبان بھی ملتی ہے۔بعض کردار اس زبان میں بات کرتے نظر آتے ہیں۔اس زبان کا یہ نمونہ دیکھیے:

''شانتی راکھو۔شانتی راکھو۔''(۵۵)

گجراتی بولنے والے اپنی زبان میں بعض الفاظ کا اضافہ کرتے ہیں جیسے لفظ (راکھو) میں (ل) کا اضافہ ملتا ہے۔

قرۃ العین حیدر کے ناولوں میں پارسی زبان کے نمونے بھی ملتے ہیں۔اس زبان کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ اس کے بولنے والے اپنی روزمرہ زبان میں (د) کا تبادل (ڈ) میں کرتے ہیں۔اُن کی زبان کا عمومی انداز اور کلچر دوسری زبانوں سے بڑی حد تک مختلف ہے۔اُن کی زبان کے آئینے میں اُن کے مذہب اور عقیدے کے ساتھ اُن کے مخصوص نظریات، نیز اقدار و روایات کو جاننے کا موقع ملتا ہے۔پارسی زبان بولنے والوں کا محاورہ اور روزمرہ دوسروں سے مختلف نظر آتا ہے۔پارسی زبان کے یہ نمونے قابل غور ہیں:

''مسز مانک بائی ڈھونڈی ڈل بہار بوا، ڈل بہار بوا پکارتی اندر گئیں۔وہ بیشتر پارسیوں اور بوہروں کی مانند (د) کو (ڈ) اور (ت) کو (ٹ) کے تلفظ سے ادا کرتی تھیں۔''(۵٦)

دکنی اور ہریانی زبان کی باہمی آمیزش سے ایک نئی زبان کا ذائقہ سامنے آتا ہے۔دکنی اور ہریانی زبانوں اور اُن کے الفاظ کے باہمی میلاپ سے جس ایک نئی زبان کے خدوخال نگاہوں کے سامنے پھرتے ہیں، اُن کے اندر آنے والے محاورات اور روزمروں کا اپنا ایک مزاج ہے۔ان سے زبان کے اندر ایک گہرائی کے ساتھ ایک چاشنی اور تاثیر پیدا ہوتی ہے۔دونوں زبانوں کی باہمی آمیزش سے بننے والی اس زبان کا ایک نمونہ دیکھیے:

''پھرعون کی بی بی اُن سے کہن۔اے کا پاگل ہوئے ہو۔موسیٰ کا ہم پالے ہیں۔اُن کا ٹیڑھی آنکھ سے دیکھیو اللہ تعالیٰ کا قہر ٹوٹے۔پھر حجرت موسیٰ جورمن اور بیچ سمندر کے اپنا عصا پھینک دیہن کھٹاک دیئی سے۔''(۵۷)

زبان کے اس ٹکڑے میں بعض مصادر کے ساتھ کچھ الفاظ کا تبادل بھی کیا گیا ہے۔بعض کا اضافہ بھی ملتا ہے۔اُردو مصدر (کہنا) سے (کہن) بنایا گیا ہے۔(اے کا) بطور روزمرہ اور لفظ (پالے) میں (یے) کا اضافہ کیا گیا ہے۔جبکہ لفظ (دیکھبیو) میں (ہ اور یے) کا اضافہ ملتا ہے۔اس طرح لفظ (ہجرت) میں (ظ) کا تبادل (ج) میں کیا گیا ہے۔اس طرح اُردو مصدر (رہنا) سے (رہن) بنایا گیا ہے اور (دیں) کا تبادل (دیہس) میں کیا گیا ہے۔

اُن کے ناولوں میں بنگالی اُردو بھی ملتی ہے۔بنگالی اُردو اُن بنگالیوں کی زبان ہے جن کی مادری زبان بنگالی ہے۔وہ اپنی مادری زبان میں جب اُردو بولتے ہیں تو اُن کی یہ اُردو اس طرح نہیں ہوتی جس طرح عام اُردو بولنے والے بولتے ہیں۔اُن کی اُردو زبان کا اپنا ایک الگ ذائقہ اور انداز ہے جو دوسرے بولنے والوں سے مختلف ہے۔اُن کی اُردو زبان کا یہ ذائقہ دیکھیے:

> ''ہم نے سُنا ہے پریذیڈنٹ ناصر حکم دیئے ہیں کی اُن لوگ اپنا بدن کو یہ کریں۔ مثلے اپنا بدن پہلے جتنا کتی چھپاتا تھا۔اب جیاستی چھپائیں۔اس لئے نہیں سکتیں۔''(۵۸)

قرۃ العین حیدر کے ناولوں میں بھوجپوری اور اودھی زبانوں کے ذائقے بھی ملتے ہیں۔بھوجپوری اور اودھی زبان بولنے والوں کا اپنا ایک مخصوص انداز، روزمرہ اور محاورات ہیں، جو دوسری زبان بولنے والوں سے قطعی مختلف اور منفرد ہیں۔ان زبانوں اور اُن کے بولنے والوں کی گفتگو میں بعض الفاظ کا تبادل اور بعض کا اضافہ ملتا ہے جو اُن کے مقامی سیٹ اپ اور کلچر کے مطابق ہے۔نمونے کی زبان کا یہ ٹکڑا قابلِ غور ہے:

> ''پہلے تو اوریز پرسے بیگوا کاٹ دیہس۔ہم بیگوا کا جکڑ لیہس، پھر وہ بڑے جور سے بیگوا کھینچس، ہم ہو کھینچیں، تو صاحب ایسے ایسے جبردست ہوت ہیں جیسے ہم، واہ واہ ابا کمال کرو یہس، سفاری سوٹ والے نے کہا'' پاکٹ مار کے ہتھوا چھین لیہین''(۵۹)

نمونے کے اس ٹکڑے پر غور کرنے سے پتا چلتا ہے کہ بہت سے الفاظ سے تبادل کیا گیا ہے۔جیسے لفظ (جور) میں (ز) کا تبادل (ج) میں کیا گیا ہے۔اس طرح (دیں) کا تبادل (دیہس) میں کیا گیا ہے۔اور (ہ اور یے) کا اضافہ کیا گیا ہے۔اس طرح (کھینچ) سے (کھینچس) بنایا گیا ہے۔اس طرح (س) کا اضافہ کیا گیا ہے جبکہ (جبردست) میں (ز) کا تبادل (ج) میں کیا گیا ہے۔اس طرح (ہاتھ) سے (ہتھوا) بنایا گیا ہے اور اصل لفظ کے ساتھ (و) اور (ا) کا اضافہ کیا گیا ہے۔لفظوں کے یہ تبادلات اور اُن کا اضافہ اودھی اور بھوجپوری زبان میں عام ہوتا ہے۔

قرۃ العین حیدر کے ناولوں میں بھاٹوں کی مخصوص زبان بھی ملتی ہے۔ان بھاٹوں کی زبان پر ہریانی اثرات غالب ہیں۔اگر یوں کہا جائے کہ یہ بھاٹ ہریانے کے ہیں تو یہ بات غلط نہ ہوگی۔ان

بھانڈوں کی زبان کا اپنا ایک مخصوص لہجہ ہے، روزمرہ اور محاورہ ہے جس سے اُن کی زبان دور سے ہی پہچانی جاتی ہے۔ یہ بھانڈ چونکہ اَن پڑھ ہیں اس لیے یہ اپنی زبان میں بعض لفظوں کو اپنے مقامی سیٹ اپ اور تمدن کے تناظر میں بدلتے ہیں۔ اُن کے لفظوں کے تبادلات اُن کی اپنی ضرورت کے مطابق ہیں۔ اُن کی یہ زبان مخصوص انداز اور مزاج کے اعتبار سے دوسری زبانوں سے منفرد نظر آتی ہے۔ اُن کی زبان کا یہ نمونہ قابلِ غور ہے:

"مائی باپ ہمرے لڑکن کا بیڑا ڈھوئے پر لگا لیجئے۔ آپ کی دُعا اور اللہ میاں کے کرم سے ساتھ ٹھوہمار، باکی چاچا اور بھتین کے محنت مجوری کرت ہیں۔ لوگن کائی۔ وی۔ چاہی آلہانا ہیں چاہی۔" (۶۰)

زبان کے اس نمونے میں لفظ (ہمرے) میں (ل) کا حذف کیا گیا ہے۔ جبکہ (لڑکوں) کا تبادل (لڑکن) میں کیا گیا ہے۔ اس طرح لفظ (مجوری) میں (ز) کا تبادل (ج) میں کیا گیا ہے اور (د) کا حذف کیا گیا ہے۔ اس طرح اُردو مصدر (کرنا) سے (کرت) بنایا گیا ہے۔ (لوگوں) کا تبادل (لوگن) میں کیا گیا ہے۔ یہ تبادل ہریانی زبان میں عام کیا جاتا ہے۔ اگر یوں کہا جائے کہ یہ اس زبان کا حصہ ہے تو غلط نہ ہوگا۔

میراثیوں اور ڈوم طبقے کی زبان کے گونا گوں نمونے اور ذائقے ہمیں قرۃ العین حیدر کی زبان میں ملتے ہیں۔ اُن کی زبان کے تناظر میں اس طبقے کا مخصوص مزاج، نفسیات، رّویوں اور رجحانات کے مختلف حوالوں کو سمجھنے اور جاننے کا موقع ملتا ہے۔ اس زبان کے مخصوص محاورے، روزمرہ اور اسلوبِ تکلم بھی ملتا ہے۔ نمونے کا یہ ٹکڑا دیکھیے:

"اے نوج۔ خدا نہ کرے۔ ہم چودہ پُشت کے کلمہ گو۔ مردار کھائیں۔ ہمارے دشمن۔ ماسٹر جی کیا بکتے ہو۔"

کہلائے تو ڈوم۔ طوائفوں کے سازندے۔ اُن کی حرام کی کمائی سے تنخواہ پاتے تھے گویا مردار کھاتے تھے۔ ارے ہم تو اتنے ذلیل ہیں کہ ہمارے ڈوم پنے کی کہاوتیں بن گئیں۔ ڈوم اور ڈومنی ہماری کیا ہستی، پچکی بیٹھو اور اللہ اللہ کرو۔" (۶۱)

ڈوم طبقے کا ایک نوجوان جو طبقاتی ناہمواری، ظلم وجبر اور ناانصافی کے خلاف ایک ردِّعمل کا اظہار کرتا ہے، اس نوجوان کا اپنا ایک روزمرہ، محاورہ اور اسلوبِ تکلم ہے۔ اُن کی زبان کا یہ ٹکڑا دیکھیے:

"واہ ابا واہ بہت اچھے۔ یہ سالے اشراف مردار خور نہیں اور بنیا لوگ ڈھونگی لٹیرے بے گناہوں کو جیل کی جیل میں سالے بھنوا ڈالیں۔ حرام کی کمائی یہ کھائیں۔ ڈوم ہم کہلائیں۔ پبلک کا دل بہلانے والے، روتوں کو ہنسانے والے۔ ہم۔ کلاکار۔" (۶۲)

قرۃ العین حیدر کے ناولوں کے بعض کردار بلیغ بمبئی زبان میں بات کرتے ملتے ہیں۔ یہ زبان اپنا ایک مخصوص انداز، ذائقہ، روزمرہ اور محاورہ رکھتی ہے۔ یہ برصغیر کے دوسرے خطوں اور علاقوں سے بڑی حد تک مختلف ہے۔ بمبئی کے اندر والوں کی ایک بڑی تعداد اس زبان میں اپنا اظہار اور ابلاغ کرتی ہے۔ اس لیے اس کے بولنے والے آسانی سے پہچانے جاتے ہیں۔ بطور نمونہ زبان کا یہ ٹکڑا قابل غور ہے:

''ارے کیا گدھے سری کا لوٹ رہا ہے۔ مائی ملے۔'' (۶۳)

اُن کے ناولوں میں بمبئی کی میمن عورتوں کی بھی زبان ملتی ہے۔ یہ میمن عورتیں بمبئی کے مختلف حصوں میں آباد ہیں۔ یہاں تک کہ بمبئی کی کھولیوں میں بھی رہتی ہیں اور وہاں بھی یہی زبان بولتی ہیں۔ میمن عورتوں کی زبان بمبئی کی دوسری عورتوں سے بڑی حد تک مختلف ہے۔ اس کے محاورے اور روزمرے بھی مختلف ہیں۔ اُن کی زبان کا یہ نمونہ دیکھئے:

''موگرا بھائی؟ ماہم گیا۔ سال بھر پیچھو۔'' (۶۴)

یہودی عورتوں کی زبان کے بعض نمونے بھی قرۃ العین حیدر کے ناولوں میں ملتے ہیں۔ ان یہودی عورتوں کی زبان میں انگریزی الفاظ کا استعمال زیادہ ملتا ہے۔ اُن کی زبان کا روزمرہ اور محاورہ اپنا ہے۔ اسلوبِ تکلم بھی مختلف ہے۔ ان عورتوں کی زبان کا یہ نمونہ اُن کی عمومی بول چال کے ساتھ اُن کی زبان کی مختلف جہات کو سامنے لاتا ہے:

> ''بولی چھوکری روتا کیوں ہے؟ باوڑی میں کودی مار۔ میں سہم گئی وہ کہتی رہی۔ بات سنو۔ لائف میں یا بیڈ لک ہے یا گڈ لک۔ تیسرا کچھ نہیں۔ ہمارا ہزبنڈ عراق سے ادھر چلا آیا۔ وہی دن دوسرے جہاز سے اس کا بھائی امریکہ چلا گیا۔ اس کا فیملی ادھر عیش کرتا ہے۔ میں نے پچاس برس اس کھولی میں نکال دیا۔ ہمارا لک نہ بدلا۔ ہمارا چھوکرا ٹیکسی ڈرائیور ہی رہا۔ سرڈیوڈ سیسُون کے موافق یو بے کا بڑا سیٹھ نہ بنا۔ اب ہمارا گرینڈ سن اسرائیل آرمی میں چلا گیا ہے۔ اگر اس کا بیڈ لک ہے تو مارا جائے گا۔ گڈ لک ہے تو زندہ رہے گا۔ بڈھا ہو کر مرے گا۔'' (۶۵)

ان یہودی عورتوں کی زبان بالکل اینگلو انڈین کی طرح کی ہے۔ مثلاً (اس کا فیملی) (ہمارا گرینڈ سن) یہ الفاظ اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ انگریزوں کے ساتھ یا اُن کے قریب رہنے سے اُن کی اپنی زبان پر انگریزی زبان کے اثرات مرتب ہوئے ہیں اور وہ اپنی زبان میں ان الفاظ کا برمحل استعمال کرتی ہیں، جس سے اُن کی زبان کا ایک منفرد ذائقہ سامنے آتا ہے۔ انگریزوں یا اینگلو انڈین کی طرح مونث الفاظ کو مذکر اور مذکر کو مونث بولتی ہیں اور زبان میں مقامی لفظوں کا استعمال کم اور بدیسی الفاظ کا استعمال زیادہ کرتی ہیں۔

قرۃ العین حیدر کے ناولوں میں خانہ بدوش انگریز خواتین کی زبان بھی ملتی ہے جو اپنے خاندانی اور سماجی سیٹ اپ کو چھوڑ کر خانہ بدوش ہو جاتی ہیں اور بعض سلوچنا کے ساتھ مل جاتی ہیں۔ جہاں جہاں ان سلوچنا کی ٹولیاں جاتی ہیں یہ بھی اُن کے ساتھ ساتھ چلی جاتی ہیں۔اُن کے ساتھ رہنا اور جگہ جگہ گھومنا اُن کو اچھا لگتا ہے۔ سماجی پابندیوں سے آزاد ہو کر یہ خواتین خوش رہتی ہیں۔ اُن کا پھر اپنا ایک سیٹ اپ بن جاتا ہے۔ اُردو زبان بولتے ہوئے وہ کیسی لگتی ہیں؟ وہ کیسے انگریزی الفاظ میں اُردو بولتی ہیں؟ اس کا ایک نمونہ دیکھیے:

"پوچھنے پر وہ اپنا نام "جنٹ سے ٹوٹا بچارہ سفیدالزمانی "گلیچہ بیگم"، بتاتی تھی اور اپنی ٹولی کا پکانا اور رریندھنا اُس کے ذمے تھا۔"(٦٦)

خانہ بدوش خاتون کی زبان میں بعض الفاظ کا تبادل ملتا ہے۔ بدیسی انگریزوں کی طرح یہ (ت) کا تبادل (ٹ) میں کر رہی ہے۔اس طرح (غ) کا تبادل (گ) میں کر رہی ہے۔

درگاہوں سے وابستہ لوگوں کی زبان کے گوناگوں پہلو قرۃ العین حیدر کے ناولوں میں آئے ہیں۔ درگاہوں میں رہنے والے افراد کی زبان پر ہریانی اثرات کا غلبہ نظر آتا ہے۔نمونے کی یہ زبان دیکھیے:

"ٹھیک صبح چار بجے پنڈت پوتھی بانچ کر چلات ہیں۔ بچپا لگ گوا۔ گوا چھتروں میں جھگڑا ہو گوا۔ بیاہ اگلے سال۔ یہاں بھی یہی سب ہوت ہے۔ بنارس کے پنڈت آن کر پوتھی بچارتے ہیں۔صبح چار بجے بچپا لگ جات ہے۔"(٦٧)

زبان کے اس ٹکڑے میں اُردو مصدر (چلانا) سے (چلات) بنایا گیا ہے۔(گیا) کا تبادل (گوا) میں کیا گیا ہے جبکہ اُردو مصدر (ہونا) سے (ہوت) بنا ہے۔ جبکہ اُردو مصدر (جانا) سے (جات) بنایا گیا ہے۔

قرۃ العین حیدر کے ناولوں میں جہاں برصغیر کے مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والی خواتین کی زبان ملتی ہے، وہاں ان نوکروں کی زبان بھی ملتی ہے جو برصغیر کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں لیکن کام لکھنو کے جاگیردارانہ ماحول میں کام کر رہے ہیں۔ یہ جاگیرداروں کے نوکر ہیں۔یہ اپنے علاقے کی مقامی زبان کے ساتھ لکھنؤ اور فیض آباد کی زبان بھی بولتے ہیں۔ گویا ایک ہی وقت میں اُن کی گفتگو نیز اُن کے اظہار اور ابلاغ میں ان دو زبانوں کے الفاظ کی آمیزش نظر آتی ہے۔ یہ نوکر زیادہ تر ان پڑھ ہیں۔ یہ اپنے مقامی سیٹ اپ، روزمرے اور محاورے کے مطابق الفاظ کا تبادل کرتے ہیں۔ بعض جگہ الفاظ کو گراتے یا بڑھاتے ہیں۔کہیں اُردو کے ساتھ ہندی اور فارسی الفاظ کی آمیزش کرتے ہیں۔کہیں خالص ہندی میں بات کرتے ہیں۔

''بیگم صاحب رسّی تھام لیجئے۔ رسّی۔ خوب جور سے پکڑے رہیے۔ گھبرایئے مت۔ یا علیؑ مدد۔ رمضانی کنویں میں اُترنے کے لئے تیار ہوئے۔''(۶۸)

''بھیا۔ یک طائفہ کنجراں آمدہ است۔''(۶۹)

''بھیا وہ آئے گئے''

''کون بھئی؟''

''وہی ماسٹر موگرا جو بھیڑیے کی طرح منہ چیرے سارے میں گومت ہیں۔''(۷۰)

''میم صاب مارننگ روم میں خط لکھ رہا ہے۔''(۷۱)

''ادھر بنگلے پر ٹرنیڈ آیا مانگتا مس صاحب عیوضی میں۔'' عبدالغفور نے روزی سے کہا۔''(۷۲)

''ہاں ہاں۔ سمجھ میں نہیں آوا؟'' شمبھو نے کہا۔

''بابو صاحب'' گنگا دین نے مڑ کر بڑی لجاجت سے میلبر دت سے کہا''ہمکا بھی کلکتے پٹھائے دیو۔''(۷۳)

نوکروں کی زبان کے یہ چند نمونے اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ ہر نوکر کی زبان کا ذائقہ دوسرے سے قدرے مختلف ہے۔ زبان کے ان نمونوں میں ہمیں بعض جگہ پر لفظوں کا تبادل نظر آتا ہے۔ جیسے لفظ (جور) میں (ز) کا تبادل (ج) میں کر لیا گیا ہے۔ ایک نمونے میں اُردو اور فارسی کے الفاظ کی باہم آمیزش ملتی ہے۔ اس طرح زبان کے ایک ٹکڑے میں ہریانی اثرات غالب ہیں۔ اس ہریانی اثرات کے حامل نمونے میں اُردو مصدر (گھومنا) سے (گھومت) بنایا گیا ہے۔ اس طرح زبان کے ایک ٹکڑے میں گھر کا ایک ملازم جو انگریزوں کے ساتھ رہ رہا ہے وہ اُن کی زبان کو شعوری اور لاشعوری طور پر اپناتے ہوئے مذکر کو مونث بول رہا ہے۔ اس طرح لفظ (صاحب) کو (صاب) بول کر (ح) کا حذف کر رہا ہے۔ زبان کے ایک دوسرے نمونے میں ایک انگریز کے ہاں کام کرنے والا بالکل انگریزوں کے انداز میں اُردو بول رہا ہے۔ زبان کے ایک ٹکڑے میں بولنے والا نوکر اصل لفظ (آیا) کی جگہ (آوا) لا رہا ہے گویا (یا) کا تبادل (وا) میں کر رہا ہے اور (ہم کو) کی جگہ (ہم کا) بول رہا ہے اور (پہنچائے) کا تبادل (پٹھائے) میں کر رہا ہے۔

قرۃالعین حیدر کے ناولوں میں کہاروں کی بھی مخصوص زبان ملتی ہے۔ کہاروں کی زبان کا اپنا ایک مخصوص انداز اور ذائقہ ہے۔ یہ انداز اور ذائقہ دوسری زبانوں سے بڑی حد تک مختلف ہے۔ اس کا محاورہ اور روزمرہ بھی دوسری زبانوں سے الگ ہے۔ کچھ ایسی ہی صورت اس زبان کے بولنے والوں کے لہجے کی ہے۔ کہاروں کی زبان کا ایک نمونہ ملاحظہ ہو:

"اوپر جا کر خبر دو۔ بی صاحب یہاں سے تو بھلی چنگی گئی تھیں۔ کسی حکیمنی کے دھورے۔ وہاں سے اس لمڈیا کو بھیجا ہے۔ اری مُنہ سے پُھوٹ۔"(۷۴)

طوائفوں کے کوٹھوں پر بطور نوکر کام کرنے والی عورتوں کی زبان بھی ملتی ہے۔ یہ عورتیں جوانتہا کی خرانٹ، بد زبان اور زمانہ ساز ہوتی ہیں، چھوٹی چھوٹی باتوں پر دوسروں کو صلواتیں سنانا اُن کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہوتا ہے۔ یہ ہتھ چھٹ بھی ہوتی ہیں۔ یہ لحاظ اور اقدار سے عاری ہوتی ہیں۔ عام طبقے کی خواتین کے ساتھ اُن کا رویہ کچھ اچھا نہیں ہوتا۔ اُن کے مزاج کی کرختگی اور دُرشتگی اُن کی زبان کے آئینے میں بخوبی دیکھی جا سکتی ہے۔ اُن کی زبان کا یہ نمونہ قابل غور ہے جس میں اُن کی زبان کا روزمرہ واضح نظر آتا ہے:

"اری بول پُھپھل پیری ڈوبی اُجاڑ صورت تجھے لُو کا لگاؤں۔"شمو نے ایک طمانچہ رسید کیا۔
"منہ میں گھنگھنیاں بھرے کھڑی ہے۔ قطامہ، منحوس، بول۔ خدانخواستہ کیا ہوا۔؟" "اری منہ سے پھوٹ۔ بیوی کیسی ہیں؟ ارے بول کیا گونگے کا گُڑ کھایا ہے کمبخت۔"(۷۵)

طوائفوں کے کوٹھوں پر پرورش پانے والی چھوٹی لڑکیوں کی زبان کا نمونہ بھی قرۃ العین حیدر کے ناولوں میں ملتا ہے۔ یہ زبان اُن کی تہذیبی اقدار اور روایات کی آئینہ دار ہے۔ اس میں گفتگو کرنے والیوں کا روزمرہ اور اُن کا محاورہ واضح نظر آتا ہے جو اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ کوٹھوں پر رہنے کے باوجود اُن کی جو تربیت اور تعلیم ہوئی ہے اس کا اظہار اُن کی زبان میں ہو رہا ہے۔ یہ نمونہ دیکھیے:

"نوابن کی ڈھارس بندھی۔ اس نے سر ہلا دیا۔ جونہ ہاں تھا نہ نہیں۔ پھر بولی منیا میں تو آنکھ مچولی کھیلتے کھیلتے ڈولی میں چھپ گئی تھی۔ ڈیوڑھی میں اندھیرا تھا۔ کہار اندر آئے۔ ڈولی لے بھاگے سمجھے آپ ہیں۔"(۷۶)

قرۃ العین حیدر کے ناولوں میں مغلانیوں کی مخصوص زبان بھی ملتی ہے۔ یہ زبان جو اُن کی سماجی، تہذیبی، ثقافتی اور تمدنی روایات کی ترجمان ہے۔ مُغلانیوں کی زبان کا شروع سے ہی اپنا ایک منفرد ذائقہ اور مزاج رہا ہے جو دوسری ہم عصر خواتین سے بڑی حد تک مختلف نظر آتا ہے۔ اُن کے مخصوص محاورے اور روزمرے اُن کی ایک الگ زبان اور اس کے مزاج کی عکاسی کرتے ہیں۔ اُن کی زبان کا یہ نمونہ قابل غور ہے:

"مغلانی بی حلق پھاڑ کر چلائیں" کہاں ہے۔ ادھر تو آ میرے سامنے بھتیسی۔" ہیں ہیں۔ آپا "مشتل۔ قطامہ۔ نوابن کو اغوا کرلائی۔ دقاقہ۔ اری تجھے ذرا خوف خدا نہیں۔"(۷۷)

زبان کے اس ٹکڑے میں (اری) روزمرہ ہے۔

قرۃالعین حیدر کے ناولوں میں اَن پڑھ، جاہل اورتہذیب وشائستگی سے عاری خواتین کی زبان بھی پڑھنے کوملتی ہے۔ عام محلوں میں رہنے والی یہ عورتیں جب گفتگوکرتی ہیں تو نازیباالفاظ اوراُن کے استعمال سے بھی گریزنہیں کرتیں۔کسی معاملے کی تہ میں پہنچے بغیرہی وہ طعن وتشنیع اوردشنام طرازی پراُتر آتی ہیں۔اُن کی زبان کایہ ٹکڑادیکھیے:

''اس بے حیائی کا جواب نہیں۔ کشتی۔کیسی مٹکتی چٹکتی، واپس آن پہنچی۔ولالہ سمیت۔''(۷۸)

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) قُرۃالعین حیدر،میرے بھی صنم خانے،سنگِ میل پبلی کیشنز،لاہور،۲۰۰۰ء،ص ۶۷

(۲) ایضاً،ص۹۶
(۳) ایضاً،ص ۱۳۷
(۴) ایضاً،ص ۱۳۷
(۵) ایضاً،ص۱۵۸
(۶) ایضاً،ص ۱۹۷
(۷) ایضاً،ص ۲۱۸
(۸) ایضاً،ص ۲۳۵
(۹) ایضاً،ص۲۵۱
(۱۰) ایضاً،ص۲۶۶
(۱۱) ایضاً،ص۲۶۶
(۱۲) ایضاً،ص۳۰۹

(۱۳) قرۃالعین حیدر،سفینۂ غمِ دل،سنگِ میل پبلی کیشنز،لاہور،۲۰۰۸ء،ص۴

(۱۴) ایضاً،ص۵
(۱۵) ایضاً،ص۵۶
(۱۶)ایضاً،ص ۶۸
(۱۷) ایضاً،ص ۱۲۷
(۱۸)ایضاً،ص ۱۳۷

(۱۹) قرۃالعین حیدر،میرے بھی صنم خانے،سنگِ میل پبلی کیشنز،لاہور،۲۰۰۰ء،ص ۶۳

(۲۰) قرۃالعین حیدر،آخرِشب کے ہم سفر،سنگِ میل پبلی کیشنز،لاہور،۲۰۰۰ء،ص ۶۳

(۲۱) قُرۃالعین حیدر،چاندنی بیگم،سنگِ میل پبلی کیشنز،لاہور،۱۹۹۰ء،ص ۶۵

(۲۲) ایضاً،ص ۸۸۔۸۷

(۲۳)قُرۃالعین حیدر،میرے بھی صنم خانے،سنگِ میل پبلی کیشنز،لاہور،۲۰۰۰ء،ص ۹۸

(۲۴) ایضاً ص ۲۶۹ (۲۵) ایضاً ص ۲۶۹

(۲۶) ایضاً ص ۲۷۰

(۲۷) وارث سرہندی، علمی اُردو لُغت (متوسط) علمی کتب خانہ لاہور، ص ۱۱۲۰ (س ۔ن)

(۲۸) ایضاً ص ۳۳۷

(۲۹) قرۃ العین حیدر، کارِ جہاں دراز ہے، سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۰۶ء ص ۲۱۵

(۳۰) قرۃ العین حیدر، میرے بھی صنم خانے، سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۰۰ء ص ۴۸

(۳۱) ایضاً ص ۴۳

(۳۲) قرۃ العین حیدر، گردشِ رنگِ چمن، مکتبہ دانیال کراچی، ۲۰۱۰ء ص ۲۵۴

(۳۳) قرۃ العین حیدر، چاندنی بیگم، سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۹۹ء ص ۸۸

(۳۴) قرۃ العین حیدر، آخرِ شب کے ہم سفر، سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۰۰ء ص ۶۵

(۳۵) ایضاً ص ۱۳۹ (۳۶) ایضاً ص ۱۹۹

(۳۷) قرۃ العین حیدر، آگ کا دریا، سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۰۰ء ص ۴۳

(۳۸) ایضاً ص ۶۲ (۳۹) ایضاً ص ۱۰۶۔۱۰۵

(۴۰) ایضاً ص ۱۳۶

(۴۱) قرۃ العین حیدر، چاندنی بیگم، سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۹۹ء ص ۲۵۹

(۴۲) قرۃ العین حیدر، گردشِ رنگِ چمن، مکتبہ دانیال کراچی، ۲۰۱۰ء ص ۱۰۸

(۴۳) ایضاً ص ۱۵۵ (۴۴) ایضاً ص ۱۵۷

(۴۵) ایضاً ص ۲۵۲

(۴۶) قرۃ العین حیدر، چاندنی بیگم، سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۹۰ء ص ۱۹۰

(۴۷) قرۃ العین حیدر، کارِ جہاں دراز ہے، سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۰۸ء ص ۵۱۶

(۴۸) قرۃ العین حیدر، چاندنی بیگم، سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۹۹ء ص ۲۶۰

(۴۹) ایضاً ص ۲۶۳ (۵۰) ایضاً ص ۲۶۳

(۵۱) قرۃ العین حیدر، گردشِ رنگِ چمن، مکتبہ دانیال کراچی، ۲۰۱۰ء ص ۴۱۱

(۵۲) ایضاً ص ۵۳۲ (۵۳) ایضاً ص ۴۳۳

(۵۴) قرۃ العین حیدر، کارِ جہاں دراز ہے، سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۰۸ء ص ۲۴

(۵۵) ایضاً ص ۲۰۲ (۵۶) ایضاً ص ۶۴۳

(۵۷) قرۃ العین حیدر، چاندنی بیگم، سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۹۹ء ص ۲۰۵
(۵۸) قرۃ العین حیدر، کارِ جہاں دراز ہے، سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۰۸ء ص ۶۸۰
(۵۹) ایضاً ص ۷۱۰
(۶۰) قرۃ العین حیدر، چاندنی بیگم، سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۹۹ء ص ۲۷۰
(۶۱) ایضاً ص ۳۳۴
(۶۲) ایضاً ص ۲۵۳، ۲۵۴
(۶۳) ایضاً ص ۲۵۳
(۶۴) ایضاً ص ۲۶۵
(۶۵) ایضاً ص ۱۹۰
(۶۶) ایضاً ص ۴۷
(۶۷) ایضاً ص ۱۷۵
(۶۸) ایضاً ص ۲۶۹
(۶۹) ایضاً ص ۸۵
(۷۰) ایضاً ص ۲۶
(۷۱) ایضاً ص ۳۵
(۷۲) قرۃ العین حیدر، سفینۂ غمِ دل، سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۰۸ء ص ۴
(۷۳) قرۃ العین حیدر، آخرِ شب کے ہم سفر، سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۰۰ء ص ۶۰
(۷۴) قرۃ العین حیدر، آگ کا دریا، سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۰۰ء ص ۱۹۹
(۷۵) قرۃ العین حیدر، گردشِ رنگِ چمن، مکتبہ دانیال کراچی، ۲۰۱۰ء ص ۱۶۵
(۷۶) ایضاً ص ۱۶۶
(۷۷) ایضاً ص ۱۷۰
(۷۸) ایضاً ص ۱۸۰